2 حقیقی شعبہ

2.1 عمومی جائزہ

دستیاب معاشی اظہاریوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ کلّی معاشی تبدیلیوں نے ملک کی مجموعی طلب میں اعتدال پیدا کرنا شروع کر دیا ہے۔ یہ سست روی زیادہ تر صارفی پائیدار اشیا اور تعمیرات سے منسلک صنعتوں کی وجہ سے آئی ہے۔ نتیجتاً بڑے پیمانے کی اشیا سازی (ایل ایس ایم) مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کی 6.6 فیصد سال بسال نمو کی نسبت مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں 1.5 فیصد کم ہوگئی ہے۔ مزید برآں، یہ کمی مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی (0.6 فیصد) کے مقابلے میں دوسری سہ ماہی میں زیادہ نمایاں (2.4 فیصد) ہے۔ پانی کی قلّت، کھاد کی بلند قیمتوں اور خریف کی اہم فصلوں کی پیداوار میں کمی کے حوالے سے شعبہ زراعت کو بدستور مسائل کا سامنا رہا۔ صنعتی اور زرعی شعبوں میں یہ تبدیلیاں شعبہ خدمات پر بھی اثر انداز ہو رہی ہیں تاہم حقیقی صورتِ حال مالی سال 19ء کے آخر تک ہی واضح ہو گی جب متعلقہ اعداد و شمار دستیاب ہوں گے۔

کئی عوامل نے مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی سست روی میں کردار ادا کیا۔ پچھلے برس (i) سی پیک کی سرگرمیوں، (ii) پی ایس ڈی پی کے بلند اخراجات، (iii) نجی شعبے میں تعمیرات کی سرگرمیوں اور (iv) صارفی خرچ نے صنعتی کارکردگی کو مضبوط بنایا تھا۔ تاہم مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران دو اوّل الذکر اور دو آخر الذکر عناصر میں کمی پست پیداوار پر منتج ہوئی۔[1] یہ کیفیت تعمیرات سے منسلک صنعتوں میں زیادہ نمایاں تھی۔ جب تعمیراتی سامان کی قیمت اور مالکاری کی لاگت بڑھی تو ہاؤسنگ کی طلب معتدل ہو گئی۔ علاوہ ازیں اضافی ٹیکس کے اقدامات نے رئیل اسٹیٹ مارکیٹ کو مزید محدود کر دیا۔

بعض شعبہ جاتی مسائل نے بھی بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی کمی میں کردار ادا کیا۔ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کی بنا پر گاڑیوں کی قیمتوں میں کئی بار اضافہ ہوا۔ جب ملکی طلب کو کم کرنے کے لیے پیدا کردہ معاشی سست روی کا اثر ہونا شروع ہوا تو قیمتوں کے بارے میں حساس خریدار خصوصاً پائیدار اشیا کی خریداری سے گریز کرنے لگے۔ علاوہ ازیں کاروں کی خریداری کے حوالے سے انکم ٹیکس کے نان فائلرز پر بعض پابندیوں نے گاڑیوں کی طلب کو مزید گھٹا دیا۔ دوا سازی ایک اور صنعت ہے جسے ضوابطی قیمتوں میں ردّوبدل میں تاخیر کی وجہ سے نقصان ہوا۔ نرخوں کا یہ مسئلہ مقامی کرنسی کی کمزوری کے علاوہ تھا جس نے درآمدات پر منحصر

---

[1] پی ایس ڈی پی، جو تعمیراتی سرگرمیوں کا اہم اظہاریہ ہوتا ہے، مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کے 519.8 ارب روپے کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں یکدم گھٹ کر 328.2 ارب روپے رہ گیا۔

شعبے کی تکالیف میں اضافہ کیا (دیکھیے **باکس 2.2**)۔ اسی طرح گنے کی کم پیداوار اور پچھلے برس کے ذخائر نے چینی کی صنعت کے امکانات کو متاثر کیا۔

شعبہ زراعت میں اس موسم خریف کے دوران فصلوں کی پیداوار میں کمی دیکھی گئی۔ خاص طور پر گذشتہ سال کی نسبت کپاس میں 1.1 ملین گانٹھوں، گنے میں 13 ملین ٹن اور چاول میں 0.3 ملین ٹن کی کمی درج کی گئی۔ اگرچہ طلبی انتظام کی پالیسیوں نے اشیا سازی کی سرگرمیوں کو متاثر کیا تاہم زراعت کو شعبہ جاتی مسائل کا سامنا رہا۔ پانی کی قلّت سب سے بڑا مسئلہ رہا جس کے نتیجے میں اہم فصلوں کے زیرِ کاشت رقبے میں کمی آئی۔[2] پانی کی قلت کے علاوہ کھاد اور دیگر خام مال کی بلند قیمتوں نے مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں صورتِ حال کو مزید پیچیدہ کر دیا۔ نتیجتاً گندم (ربیع کی واحد بڑی فصل اور سال کی سب سے بڑی فصل) کی بوائی متاثر ہوئی۔

مالی سال 19ء میں شعبہ زراعت کی مجموعی نمو کا تعین کرنے میں گلہ بانی اور چھوٹی فصلوں کی کارکردگی کی بہت اہمیت ہوگی۔ تاریخی اعدادوشمار سے ثابت ہوتا ہے کہ جب بڑی فصلیں اچھی نہ ہو رہی ہوں تو چھوٹی فصلوں کی پیداوار میں بہتر نمو ہوتی ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو چھوٹی فصلوں بشمول چارے کی بہتر کارکردگی کی توقع کی جاسکتی ہے۔ اس کے اسباب یہ ہوسکتے ہیں کہ کاشت کاری کے لیے زیادہ خالی رقبہ دستیاب ہوتا ہے اور بیشتر چھوٹی فصلیں پانی کی بچت کے طور طریقوں سے بخوبی ہم آہنگ ہوجاتی ہیں۔ چونکہ چارے کی بہتر پیداوار کی توقع ہے اس لیے مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران حکومتی اقدامات کے تاخیر سے اثر[3] اور قرضے کے زیادہ استعمال کی وجہ سے گلہ بانی متوقع طور پر مالی سال 19ء کے دوران اپنی نمو کی رفتار برقرار رکھے گی۔

اجناس پیدا کرنے والے شعبوں کی کمزور کارکردگی بھی شعبہ خدمات پر منفی اثر مرتب کرنے کا رجحان رکھتی ہے۔ اس حوالے سے خریف کی فصلوں کی پیداوار میں کمی اور درآمدات کی سست روی کی بنا پر تھوک اور خردہ فروشی کے کاروبار جیسے اجزا کی کارکردگی متاثر ہوسکتی ہے۔ مزید برآں، سست پڑتی ہوئی معاشی سرگرمی کے ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات جیسے اجزا کے لیے بھی منفی مضمرات ہیں۔ مالی

---

[2] مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران پچھلے برس کی نسبت ملک میں نہری پانی کی دستیابی 2.3 فیصد کم رہی۔ خصوصاً دوسری سہ ماہی میں صورتِ حال زیادہ بگڑ گئی اور 6.3 فیصد سال بسال کمی آئی۔

[3] مالی سال 18ء کے دوران موکھر کی بیماری کی روک تھام اور جانوروں صحت کو بہتر بنانے کے لیے 726 ملین روپے کی لاگت سے نیشنل پروگریسیو کنٹرول آف فٹ اینڈ ماؤتھ ڈزیز جاری کیا گیا۔ اس پروگرام کا مقصد ملک میں تشخیصی استعداد کو بڑھانا اور مویشیوں کی ایک بڑی بیماری کا خاتمہ کرنا تھا۔ حکومت اور نجی فرموں نے گوشت اور لحمی مصنوعات کی آئندہ برآمدات کے لیے چین اور روس کی منڈیوں سے بھی رابطہ کیا۔ جہاں تک مرغی کے گوشت کا تعلق ہے، مالی سال 18ء میں متحدہ عرب امارات کی جانب سے پاکستان کی درآمدات پر پابندی اٹھانا ایک اور موقع ہے جس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران ٹرانسپورٹ کے شعبے میں کمرشل گاڑیوں کی پست طلب اور پیٹرولیم کی مصنوعات کی کم فروخت سے بھی اس نقطہ نظر کو تقویت ملتی ہے۔

2.2 زراعت

خریف کی اہم فصلوں کے دوسرے تخمینوں سے مالی سال 19ء میں مالی سال 18ء کی نسبت خریف کی تینوں فصلوں کی پست پیداوار کے ابتدائی تخمینوں کو تقویت ملتی ہے۔ کپاس 9.2 فیصد، چاول 3.9 فیصد اور گنا 15.9 فیصد کم ہوا۔ اگرچہ چاول اور گنے کی پیداوار 'سالانہ منصوبہ مالی سال 19ء' میں طے کردہ اہداف سے تجاوز کرگئی تاہم پچھلے سال کی سطح سے گرنا مالی سال 19ء میں فصلوں کے شعبوں کی نمو پر بہت اثر ڈالے گا۔

سال کی سب سے بڑی فصل گندم کا زیرِ کاشت رقبہ تخمینے کے مطابق 2.9 فیصد کم ہو گا۔ رقبے میں یہ کمی سب سے زیادہ سندھ میں ریکارڈ کی گئی جہاں تمام صوبوں میں سب سے زیادہ اوسط یافت ہوتی ہے۔ اس زوال کی بڑی وجہ پانی کی ناکافی دستیابی ہے کیونکہ کاشت کاروں کو سارے سال پانی کی کمی سے دوچار رہنا پڑا۔

ربیع - خام مال کی صورتِ حال

خریف کے بعد جب کاشت کاروں کو پانی کی کمی کا سامنا ہوا تو ربیع کے ابتدائی مہینوں میں صورتِ حال زیادہ سنگین ہو گئی۔ پانی کی قلّت کے علاوہ گندم کی بوائی کے تمام مہینوں کے دوران کھاد کا استعمال گھٹ گیا اور قرضے کے استعمال کی رفتار میں کمی آئی۔

شکل 2.1: کھاد کا استعمال اور اوسط قیمتیں- دوسری سہ ماہی

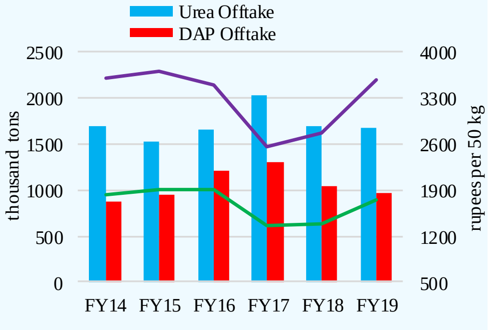

Data source: National Fertilizer Development Center

ربیع کے موسم کے بوائی کے مہینوں میں نہری پانی کی دستیابی کے حوالے سے دشواریاں برقرار رہیں۔ مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران آب پاشی 16 ملین ایکڑ فٹ تھی جو نہ صرف گذشتہ سال سے 6.3 فیصد کم ہے بلکہ پچھلے پانچ برسوں کی دوسری سہ ماہی کی اوسط سے بھی نیچے ہے۔

پانی کی کم دستیابی گندم کے زیرِ کاشت رقبے میں کمی پر منتج ہوئی۔ ربیع کے موسم کی پہلی نصف مدت (دوسری سہ ماہی) میں فی ہیکٹر فصل کی یافت بھی غذائی اجزا کی استعمال میں 6.8 فیصد کمی کی بنا پر متاثر

ہو سکتی ہے۔ کھاد کے استعمال میں کمی گندم کی فصل کے زیر کاشت رقبے میں کمی سے زیادہ نمایاں ہے۔ اس کی وضاحت اسی مدت کے دوران کھاد کی قیمتوں میں 16.7 فیصد اضافے سے ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ ڈی اے پی، جو بوائی کے دوران استعمال ہونے والی لازمی درآمد شدہ کھاد ہے، کے استعمال میں کمی زیادہ نمایاں تھی کیونکہ اس کی قیمت میں اضافے کا سبب بین الاقوامی نرخوں میں اضافے اور روپے کی قدر میں کمی کا امتزاج تھا(**شکل 2.1**)۔[4]

فصلوں کے شعبے کی کمزور کارکردگی کے ساتھ ساتھ زرعی قرضے کی تقسیم بھی مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی کے 39.4 فیصد سے گھٹ کر مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں 14.2 فیصد ہوگئی۔ جزوار تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ سہ ماہی کے دوران تمام فصلوں کے لیے قرضوں کی تقسیم خام مال کی بلند تر قیمتوں کے باوجود اسی سطح پر تھی۔ دوسری جانب گلہ بانی کے لیے قرضے کی تقسیم میں بھرپور نمو نظر آتی رہی جس میں بڑا حصہ جاری سرمائے کے قرضوں کا تھا۔ گلہ بانی کے قرضوں کی نمو سے شرح سود میں اضافے کے باوجود اس شعبے میں مثبت دلچسپی ظاہر ہوتی ہے(**جدول 2.1**)۔

جدول 2.1: زرعی قرضے کی تقسیم (ارب روپے)

	پہلی سہ ماہی		دوسری سہ ماہی		پہلی ششماہی	
	م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء
فارمی شعبہ						
الف۔ پیداوار	57.6	82.4	128.7	148.6	186.3	231.0
تمام فصلیں	38.5	40.1	70.6	70.5	109.1	110.6
کارپوریٹ فارمنگ	2.6	26.7	37.2	49.2	39.8	75.9
ب۔ ترقیاتی	3.3	6.0	7.8	11.5	11.1	17.5
ٹریکٹر	1.1	1.0	1.5	1.2	2.6	2.2
ج۔ مجموعی فارمی شعبہ (الف+ب)	60.9	88.4	136.5	160.1	197.4	248.5
غیر فارمی شعبہ						
گلہ بانی/ڈیری						
جاری سرمایہ	34.6	56.7	66.8	75.9	101.4	132.6
معینہ سرمایہ کاری	6.6	4.8	8.7	5.5	15.3	10.3
پولٹری						
جاری سرمایہ	24.3	25.9	29.9	35.6	54.2	61.5
معینہ سرمایہ کاری	0.4	0.7	0.5	0.6	0.9	1.2
دیگر	29.1	35.7	33.6	37.5	62.7	73.2
د۔ مجموعی غیر فارمی شعبہ	95.0	123.7	139.5	155.1	234.5	278.8
مجموعی زراعت (ج+د)	155.9	212.1	276.0	315.2	431.9	527.3

اعداد و شمار کا ماخذ: شعبہ زرعی قرضہ اور خردمالکاری، بینک دولت پاکستان

گندم

پہلے سے موجود خاصے ذخائر کی موجودگی میں حکومت نے گندم کی بوائی کے رقبے کا ہدف کم کردیا۔ تازہ ترین تخمینوں سے پتہ چلتا ہے کہ بوائی کا رقبہ اس ہدف سے کم ہے۔ گندم کے زیر کاشت رقبے میں کمی سندھ میں زیادہ نمایاں تھی جہاں پانی کی حالیہ قلّت پنجاب کے مقابلے میں زیادہ شدید تھی۔ پنجاب میں تو کاشت کار آب پاشی کے لیے زیر زمین پانی سے استفادہ کرسکتے ہیں لیکن سندھ میں زیر زمین پانی زیادہ ترنمکین اور زرعی استعمال کے لیے ناموزوں ہے (**جدول 2.2**)۔

[4] مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں پچھلے برس کی اسی مدت کی نسبت ڈی اے پی کی ملکی قیمتیں 29.7 فیصد بڑھ گئیں۔

نتیجتاً ہدف کے مطابق گندم کی پیداوار کے حصول کا انحصار زیادہ تر فصل کی یافت پر ہو گا۔ 25.6 ملین ٹن کٹائی حاصل کرنے کے لیے فی ہیکٹر 2972 کلوگرام پیداواریت درکار ہو گی جس کے لیے پچھلے سال کے مقابلے میں 3.2 فیصد نمو چاہیے۔ گنے کی موخر کٹائی کاری اور خریف کے اہم علاقوں میں چاول کی دیر سے کٹائی کی بنا پر گندم کی بوائی میں تاخیر کے پیش نظر اتنی یافت کا حصول مشکل ہو گا۔

جدول 2.2: گندم کی فصل

	رقبہ (000 ہیکٹر)			پیداوار (000 ٹن)		
	م س18ء	م س19ءھ	م س19ء ع	م س18ء	م س19ء ض	تین سالہ اوسط
پنجاب	6515	6515	6564	19607	19510	19867
سندھ	1170	1150	1046	3582	3800	3776
بلوچستان	761	768	687	1383	1362	1383
خیبر پختونخوا	394	400	286	935	900	913
پاکستان	**8839**	**8833**	**8583**	**25507**	**25572**	**25938**

اعداد و شمار کا ماخذ: وزارت قومی غذائی تحفظ اور تحقیق

شکل 2.2: گندم کی ملکی اور عالمی قیمتیں

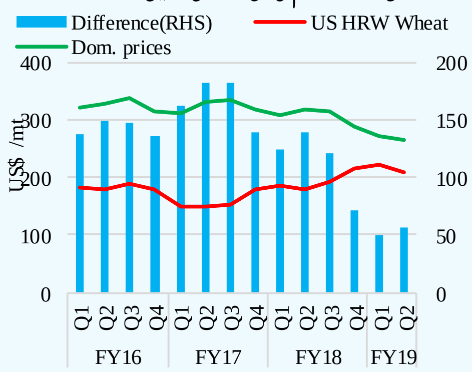

Data source: Pakistan Bureau of Statistics and World

پہلے سے موجود ذخائر کے پیش نظر طے شدہ ہدف حاصل کر لیا گیا تو گندم مزید ایک اور سال جمع رہے گی۔ گندم کی پست عالمی قیمتوں کی بنا پر حکومتی اعانت کے بغیر ہو سکتا ہے کہ برآمدات پھر قابل عمل نہ ہوں۔ یہی امر گندم کی برآمد کے اعداد و شمار سے بھی عیاں ہے جن میں دوسری سہ ماہی کے دوران برآمدات کم ہونے کے ساتھ ذخائر کے خالی ہونے کا عمل بھی سست ہے۔ دوسری جانب ملکی منڈی میں زائد گندم نے مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں ملکی قیمتوں کو دباؤ میں رکھا (**شکل 2.2**)۔

چھوٹی فصلیں

منقولی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب بڑی فصلوں کی پیداوار کم ہوتی ہے تو چھوٹی فصلوں کی کارکردگی بہتر ہو جاتی ہے۔ رواں سال بڑی فصلوں کی پست کارکردگی چھوٹی فصلوں کو نئی زندگی بخش سکتی ہے کیونکہ کم ہونے والا رقبہ چھوٹی فصلوں کے لیے استعمال ہو سکتا ہے۔ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملکی بازار میں بیشتر تلف پذیر غذائی

جدول 2.3: چھوٹی فصلوں اور تلف پذیر غذائی اشیا کے صارف اشاریہ قیمت نرخ (روپے فی کلوگرام)

	م س18ء 1ش	م س19ء 1ش	فیصد تبدیلی
چنا	119	121	1.6
دال (مسور)	121	106	-12.6
آلو	40	31	-23.0
پیاز	61	34	-43.5
ٹماٹر	74	58	-21.9
سورج مکھی	45	48	6.9
مرچ	91	87	-4.8
ماش	181	146	-19.0
مونگ	121	116	-4.5

اعداد و شمار کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

اشیا کی کم قیمتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مفروضے میں وزن ہے (جدول 2.3)۔[5]

چنے کی پیداوار جو مالی سال 18ء کے بڑے ہدف تک نہیں پہنچ سکی مالی سال 19ء میں زراعت کے موجودہ حالات کی بنا پر توقع ہے کہ بہتر ہو جائے گی۔ دالوں کی پیداوار متوقع طور پر بڑھے گی کیونکہ بلند قیمتوں اور بلند درآمدی حجم سے بڑھتی ہوئی طلب اور اس بنا پر بلند تر منافع آوری کی نشاندہی ہوتی ہے[6] (**شکل 2.3**)۔

شکل 2.3: دالوں کی پیداوار

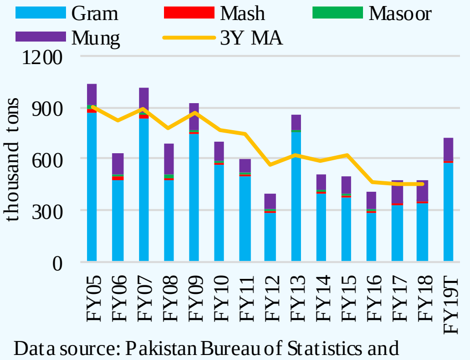

Data source: Pakistan Bureau of Statistics and MNFSR. T:Target

توقع ہے کہ صوبائی سطح پر خصوصاً پنجاب میں ترغیبات اور اعانتی اسکیموں کی بنا پر روغنی بیجوں (کینولا، سورج مکھی اور تلی/سرسوں) کی کاشت کا رجحان بڑھتا رہے گا (**شکل 2.4**)۔[7] روغنی بیجوں کے لیے ان پالیسیوں پر توجہ بعض درآمدی ضروریات کو بھی کسی قدر پورا کرنے میں مددگار ہوگی۔

شکل 2.4: روغنی بیجوں کی پیداوار

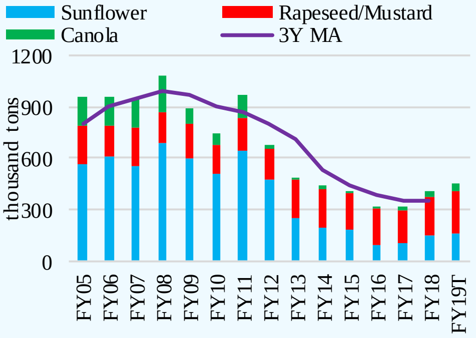

Data source: Pakistan Bureau of Statistics, Pakistan Oilseed Development Board, and MNFSR. T: Target

مزید برآں، دالوں اور روغنی بیجوں کی کاشت کی ترغیب دینے اور پیداوار بڑھانے کے لیے موثر اور طویل مدت پالیسی اقدامات کی ضرورت ہے۔ ہدف کے مطابق پیداوار کو یقینی بنانے کے لیے اچھے معیار کے بلند یافت کے بیجوں[8] کی فراہمی ضروری ہے۔ تاہم چونکہ پاکستان کو بڑھتے ہوئے ماحولیاتی تبدیلی کے خطرات کا سامنا ہے اس لیے فصلوں کی یافت بڑھانے کے لیے دیہی معاشیات کے بہتر طور طریقے درکار ہیں (**باکس 2.1**)۔

باکس 2.1: ماحولیاتی تبدیلی سے نمٹنے کے لیے اختراعی زراعت

[5] تفصیلات کے لیے دیکھیے تیسرا باب۔

[6] دالوں کی درآمدات میں مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران 48.8 فیصد کی سال بسال نمو ہوئی اور 0.51 ملین ٹن ذخیرہ جمع ہوا۔

[7] 2017-18ء کے ربیع میں جب کسانوں کو موسم سے پہلے فی ایکڑ نقدی کی ترغیبات دینے کا وعدہ کیا گیا تو کینولا اور روغنی بیجوں کا زیرِ کاشت رقبہ بڑھ گیا خصوصاً پنجاب میں۔

[8] ربیع 19-2018ء کے لیے چنے کے بیجوں کی ضرورت 39892 میٹرک ٹن تھی جبکہ مجموعی دستیابی 324 میٹرک ٹن تھی جو کل ضروریات کا صرف 0.81 فیصد پورا کر رہی تھی۔

طویل مدت ماحولیاتی خطرے کے اشاریے[1] کے مطابق پاکستان دنیا کے ان دس ممالک میں شامل ہے جہاں ماحولیاتی تبدیلی سے سب سے زیادہ خطرہ درپیش ہے۔ شعبہ زراعت قلیل مدت تغیر پذیری اور طویل مدت ماحولیاتی تبدیلیوں سے متاثر ہوتا ہے۔ تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی زیادہ حراروں کی طلب پر منتج ہوگی اور ساتھ ہی شہروں کی طرف نقل مکانی کی رفتار بڑھے گی۔ ان حالات میں ماحولیاتی تبدیلی کے مطابق ڈھلنا ضروری ہے چنانچہ زراعت میں اس کا مطلب ہے فارم مینجمنٹ کے طور طریقوں پر توجہ دی جائے، کھاد کا مناسب استعمال ہو اور حرارت/خشک سالی کی مزاحمت کرنے والے بیج استعمال کیے جائیں۔ ماحولیاتی اعتبار سے اختراعی زراعت یا کلائمیٹ اسمارٹ ایگری کلچر دنیا بھر میں استعمال کیا جانے والا ایک طریقہ ہے جس میں زراعت کی پیداواریت اور آمدنی بڑھانے پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے ماحولیاتی تبدیلیوں اور خطرات سے بچاؤ کی صلاحیت پیدا کی جاتی ہے۔

ماحولیاتی تبدیلی کا اظہار: ماحولیاتی تبدیلی کے نتیجے میں ملک کے نیم بنجر علاقوں میں بارش میں طویل مدت کمی ہوئی ہے۔ نومبر 2018ء میں پاکستان کے محکمہ موسمیات نے سندھ اور بلوچستان میں معمول سے کم بارشوں کی وجہ سے خشک سالی کے بارے میں انتباہ جاری کیا۔ یہ سال کا دوسرا انتباہ تھا۔ اکتوبر تا جنوری مالی سال 19ء میں آب پاشی کا بہاؤ پانچ سالہ اوسط سے 20 فیصد کم رہا۔ پانی کی قلت اور کمی بیشی کے بارے میں اسٹیٹ بینک کی پچھلی رپورٹوں میں بھی زور دیا گیا ہے۔ ملک کا اوسط درجہ حرارت گذشتہ 30 برسوں میں 0.5 درجہ سیلسیئس بڑھ گیا ہے۔ 2060ء تک پاکستان کا اوسط درجہ حرارت متوقع طور پر 1.4 تا 3.7 درجہ سیلسیئس بڑھنے کی توقع ہے جو عالمی اوسط سے زیادہ ہے۔[2] ماحول کی تبدیلیوں اور تغیر پذیری کا اظہار بارشوں کی کمی بیشی، بلند درجہ حرارت اور پانی کی کم دستیابی کی شکل میں ہو رہا ہے۔

معاشی خطرات: اقوام متحدہ کے ادارۂ خوراک و زراعت کے انٹرنیشنل ماڈل فار پالیسی انالسس آف ایگری کلچر کموڈیٹیز اینڈ ٹریڈ (IMPACT) نے حساب لگایا ہے کہ 2020-2050ء کے دوران ماحولیاتی تبدیلی کی صورت میں اور اس کے بغیر پاکستان میں تجارت، یافت، زیر کاشت رقبے اور گلہ بانی کے کیا منظر نامے ہوں گے اور ان کے درمیان فیصدی فرق کیا ہوگا۔[3] جو فصلیں خطرے سے دوچار ہیں ان میں گندم، مکئی، گنا اور چنا شامل ہیں جن پر سب سے زیادہ منفی اثر ہے اور جن کی پیداوار کم ہونے کا امکان ہے۔ ماحولیاتی تبدیلی کی صورت میں کوئی تبدیلی نہ ہونے کے مقابلے میں 2050ء میں گندم کا رقبہ 2.5 فیصد کم ہونے کا امکان ہے۔ علاوہ ازیں فصلی ماڈلز کی پیش گوئیوں سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ بنجر، نیم بنجر اور مرطوب علاقوں میں بلند درجہ حرارت کی وجہ سے پیداوار کم ہوگی۔[4] گندم کے بوائی کے موسم پر درجہ حرارت کی تبدیلیاں پہلے ہی اثر انداز ہو چکی ہیں جس کے نتیجے میں بوائی میں تاخیر ہو رہی ہے۔[5]

ماحولیاتی اعتبار سے اختراعی زراعت کے طریقے اور رکاوٹیں: ماحولیاتی تبدیلی اور خطرات سے نمٹنے اور پیداوار بڑھانے کی غرض سے ماحولیاتی اعتبار سے اختراعی زراعت میں تمام فصلوں کے لیے پانی کی بچت اور کیڑے مکوڑوں سے بچاؤ سے لے کر حرارت/خشک سالی کی مزاحمت کرنے والے بیجوں کے استعمال تک متعدد تکنیکیں اختیار کی جاتی ہیں۔ کئی طریقے جیسے دھان کو گیلا اور خشک کرنا (alternative wet and drying) مسلسل پانی دیے جانے کے مقابلے میں کم از کم تین آب پاشیوں کی بچت پر منتج ہوتے ہیں۔ اسی طرح زمین جوتنے کے عمل کے بغیر کاشت کرنے کے نظام مروج ہیں جن میں چاول کے بعد زمین کو جوتے بغیر گندم بویا جاتا ہے۔

پاکستان کے لیے ادارۂ خوراک و زراعت کی تحقیق میں ماحولیاتی اعتبار سے اختراعی زراعت کے طریقوں کو اختیار کرنے میں تین رکاوٹوں کو اجاگر کیا گیا ہے جن پر قابو پانا ضروری ہے:

- معلومات اور آگاہی کے فقدان کی بنا پر کئی اختراعی اور پیداوار بڑھانے والے طریقوں کو اختیار نہیں کیا جارہا۔ محکمہ ہائے زراعت کی جانب سے دی جانے والی سہولت کاری ابھی تک کم ہے اور بیشتر کاشت کار ابھی تک جدید زرعی کیمیائی بیجوں کی اقسام اور کھاد کے مناسب استعمال سے آگاہ نہیں۔ پنجاب میں 2014ء کے دوران ایک سروے میں شامل گھرانوں میں سے صرف 27 فیصد کا محکمہ زراعت کے کسی سہولت کار سے رابطہ ہوا۔[6]
- ڈرپ اری گیشن اور بلند یافت کے بیجوں جیسی اختراعی ٹیکنالوجی کے لیے مالکاری کی مصنوعات اور قرضوں کا فقدان ہے جس کے نتیجے میں کئی طریقے اور مناسب معیار کے بیجوں کا استعمال کم ہے خواہ دستیاب ہوں۔
- بیشتر فصلوں جیسے کپاس، چاول، مکئی وغیرہ کے لیے حرارت اور خشک سالی کی مزاحمت کرنے والے بیج موجود نہیں۔ ان بیجوں کی بروقت بوائی سے پیداوار کا نقصان 90 فیصد تک کم ہوسکتا ہے۔[7] فی الوقت زرعی جی ڈی پی کا صرف 0.2 فیصد تحقیق پر صَرف کیا جارہا ہے[8] چنانچہ بیجوں کی اقسام پر تحقیق کا فقدان ایک اہم رکاوٹ ہے۔

حوالہ جات:

[1]ماخذ: https://germanwatch.org/en/16046

[2]ماحولیاتی خطرات اور غذائی تحفظ کا تجزیہ: پاکستان کے لیے خصوصی رپورٹ (اسلام آباد، دسمبر 2018ء) ۔ عالمی ادارۂ خوراک وزراعت

[3]سی آئی اے ٹی؛ عالمی بینک۔ 2017ء۔ پاکستان میں ماحولیاتی اعتبار سے اختراعی زراعت۔ واشنگٹن ڈی سی۔ 28ص۔

[4]سلطانہ، ایچ۔ علی، این آئی محسن، اور اے ایم خان۔ 2009ء۔ ماحولیاتی تبدیلی کے منظرناموں میں پاکستان کے مختلف ماحولیاتی علاقوں میں گندم کی پیداوار کی زدپذیری اور مطابقت پذیری۔ کلائمیٹ چینج، 142-123 :94

[5 & 6]سی آئی اے ٹی؛ عالمی ادارۂ خوراک وزراعت۔ 2018ء۔ پنجاب، پاکستان میں ماحولیاتی اعتبار سے اختراعی زراعت۔ روم، 36ص۔

[7]ٹیسفائی وغیر ہم۔ 2017ء۔ جنوبی ایشیا میں ماحولیاتی تبدیلی کا اثر اور مزاحم حرارت مکئی کے ممکنہ فوائد۔

[8]پاکستان: زرعی تحقیق وترقی اظہاریوں کی فیکٹ شیٹ۔ 2015ء۔ http://ebrary.ifpri.org/

2.3 بڑے پیمانے کی اشیا سازی

جیسا کہ مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کی 6.6 فیصد نمو کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران 1.5 فیصد کی کمی سے ظاہر ہے، اشیا سازی کی سرگرمیاں مزید کم ہوگئیں۔ پی ایس ڈی پی خرچ میں کمی اور شعبہ جاتی مسائل کا صنعتی شعبے پر بہت اثر پڑا۔ سرکاری ترقی کے اخراجات نجی سرمایہ کاری کی اعانت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس طرح مالیاتی خسارہ گھٹانے کے اقدامات کا صنعتی شعبے پر گہرا اثر مرتب ہوا خصوصاً تعمیرات سے منسلک سرگرمیوں میں (**جدول 2.4**)۔

شرح سود میں اضافے کے نتیجے میں مالی لاگت بڑھ گئی۔ اس دوران مقامی کرنسی کی قدر میں کمی درآمدات پر انحصار کرنے والے صنعتی شعبے کے لیے بڑا دھچکا ثابت ہوئی جس کے نتیجے میں مقامی طور پر تیار کردہ بیشتر صنعتی اشیا خصوصاً گاڑیوں کی قیمتیں بڑھ گئیں۔ صارفین کے نقطہ نظر سے قرض کی بلند لاگت نے بلند ملکی صَرف کی پچھلی سطح کو معتدل کردیا۔

سیمنٹ

تعمیرات سے منسلک دیگر صنعتوں کی طرح سیمنٹ کی پیداوار بھی مالی سال19ء کی پہلی ششماہی میں 1.6 فیصد کم ہوگئی جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 10.3 فیصد بڑھی تھی۔

دوسری جانب تاہم مالی سال19ء کی پہلی ششماہی کے لیے آل پاکستان سیمنٹ مینوفیکچررز ایسوسی ایشن (اے پی سی ایم اے) کے اعداد و شمار میں سیمنٹ کی فروخت میں 3.9 فیصد کی نمو ظاہر ہوتی ہے جس کی بڑی وجہ روڑی کی برآمد ہے۔[9] فروخت کے اعدادوشمار کے تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیمنٹ کی مجموعی فروخت کی نمو میں برآمدات نے نمایاں کردار ادا کیا۔ چونکہ مالی سال19ء کی پہلی ششماہی کے دوران سیمنٹ کے شعبے کے لیے ملکی حالات ناسازگار تھے اس لیے پیداکنندگان نے اپنی مصنوعات کے لیے نئی برآمدی منڈیوں سے رجوع کیا جس کے حوصلہ افزا نتائج برآمد ہوئے۔ مقامی کرنسی کی قدر میں کمی سے بھی برآمدات میں بحالی کو مدد ملی اور سیمنٹ کی برآمدات زیادہ قابلِ عمل ہوگئیں (**شکل 2.5**)۔

جدول 2.4: بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں سال بسال نمو

فیصد

	وزن	پہلی ششماہی		پہلی سہ ماہی		دوسری سہ ماہی	
		م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء
بڑے پیمانے کی اشیاسازی	70.3	6.6	-1.5	9.8	-0.6	3.7	-2.4
ٹیکسٹائل	20.9	0.7	-0.2	1.0	-0.2	0.5	-0.1
سوتی دھاگہ	13	0.1	0	0.1	0.0	0.1	0.0
سوتی کپڑا	7.2	0	0.1	0.0	0.1	0.1	0.2
پٹ سن کی اشیا	0.3	62.7	-8	98.1	-8.1	39.9	-8.0
غذا	12.4	-0.4	-3.9	10.9	1.5	-8.1	-8.4
چینی	3.5	-37.3	-37.2	NA	NA	-37.3	-37.2
سگریٹیں	2.1	69.8	6.8	92.0	4.4	52.3	9.1
نباتی گھی	1.1	8.2	0.7	11.5	2.6	5.3	-1.1
پکانے کا تیل	2.2	5	-1.2	3.5	4.7	6.5	-6.5
میٹھے مشروبات	0.9	-2.6	-0.8	2.6	-5.7	-11.2	8.7
پیٹرولیم مصنوعات	5.5	8.1	-4.9	13.6	-5.4	2.8	-4.4
فولاد	5.4	37.1	-7.6	47.0	-2.9	28.1	-12.4
غیر دھاتی معدنیات	5.4	10.2	-1.2	12.3	0.1	8.5	-2.4
سیمنٹ	5.3	10.3	-1.6	12.4	0.1	8.5	-3.1
گاڑیاں	4.6	21.8	-3.6	29.1	-1.1	15.1	-6.2
جیپیں اور کاریں	2.8	27	2.3	31.4	4.7	22.8	-0.2
کھاد	4.4	-9.8	6.5	-5.8	-4.8	-14.0	19.2
دواسازی	3.6	5.1	-10	1.9	-4.8	8.1	-14.4
کاغذ	2.3	10.1	-2.1	9.6	3.9	10.5	-7.6
الیکٹرانکس	2	92.9	29.4	76.7	16.5	101.0	40.1
کیمیکلز	1.7	1.5	-3.2	6.0	-7.5	-3.0	1.5
کاسٹک سوڈا	0.4	16.6	5.3	18.1	17.2	15.2	-5.3
چرمی مصنوعات	0.9	-2	-2	-0.3	0.5	-3.6	-4.3

اعدادوشمار کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

فولاد

مالی سال19ء کی پہلی ششماہی کے دوران فولاد کی پیداوار 7.6 فیصد گھٹ گئی جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 37.1 فیصد کی متاثر کن نمو ہوئی تھی۔ دیگر تعمیراتی صنعتوں کی طرح یہ کارکردگی بھی مذکورہ بالا معاشی عوامل سے منسوب کی جاسکتی ہے۔

[9] اس میں پچھلے سال کا ذخیرہ بھی شامل ہے۔

ایک اضافی عنصر جو مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران فولاد کی صنعت پر اثر انداز ہوا بین الاقوامی قیمتوں کی حرکیات کا تھا۔ اس وقت عالمی معیشت امریکہ اور چین کی تجارتی کشیدگی کی زد میں ہے جس نے فولاد کی عالمی منڈی میں تغیر پذیری پیدا کی۔[10] فطری طور پر بین الاقوامی منڈی میں فولاد کی قیمتوں میں غیر یقینی کیفیت کے فولاد کی ملکی صنعت کے لیے منفی مضمرات ہیں۔

شکل 2.5 : سیمنٹ کی فروخت کی نمو میں حصہ – پہلی ششماہی

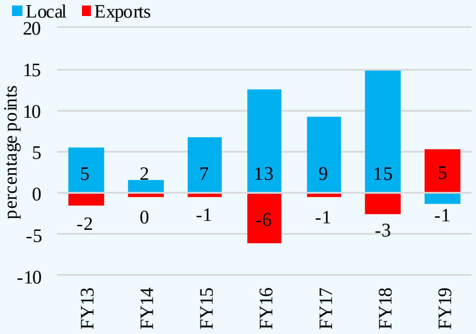

Data source: All Pakistan Cement Manufactures Association

درآمدی اعدادوشمار سے ظاہر ہے کہ درآمد شدہ اسکریپ مصنوعات، جو مقامی صنعت اپنے پیداواری عمل میں استعمال کرتی ہے، کی قیمت مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں 8.9 فیصد بڑھ گئی۔ اس کے برخلاف درآمد شدہ تیار مصنوعات کی قیمت محض 1.0 فیصد بڑھی۔ اس منظرنامے میں مقامی صنعت کے لیے درآمد شدہ مصنوعات سے جو نسبتاً سستی تھیں مقابلہ کرنا دشوار تھا۔ جب توانائی (جو اہم عامل ہے) کی قیمتیں بھی بڑھیں تو یہ مسئلہ سنگین ہوگیا۔ اس پس منظر میں اسکریپ مصنوعات کا حجم تیار شدہ اشیا کے مقابلے میں یکدم گر گیا (**شکل 2.6**)۔

مذکورہ بالا عوامل کی بنا پر فولاد کی سلاخوں اور چادروں کے لیے تھوک قیمت اشاریہ میں مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران 23.4 فیصد کی تیز نمو دیکھی گئی جبکہ پچھلے سال 12.9 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اس سے ملکی فولاد کے لیے نجی شعبے کی طلب مزید کم ہوگئی۔ اس دوران صنعت کے مجموعی مارجن میں بھی کمی آرہی ہے۔ 2017ء کی سازگار صورتِ حال کے بعد بیرون ملک سے مسابقت میں اضافے کے ہمراہ ملکی معاشی سست روی خصوصاً تعمیراتی صنعتوں میں، اچھا شگون نہیں۔

شکل 2.6: فولاد کی قیمت اور روپے کی قدر میں کمی-پہلی ششماہی

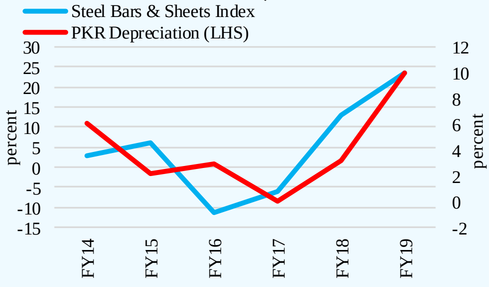

Data source: Pakistan Bureau of Statistics and State Bank of Pakistan

گاڑیاں

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران گاڑیوں کی پیداوار میں 3.6 فیصد کی کمی متعدد عوامل سے منسوب کی جاسکتی ہے۔ اوّل، کرنسی خصوصاً جاپانی ین کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کی وجہ سے گاڑیوں کی قیمت میں اضافہ ہوا۔ گاڑیوں کے اسمبلرز نے

[10] یہ عارضی صورتِ حال معلوم ہوتی ہے کیونکہ دونوں ملکوں کے درمیان ابھرتی ہوئی تجارتی جنگ کے ممکنہ تصفیے سے مارکیٹ مستحکم ہوجائے گی۔

قدر میں کمی کا اثر صارف کو منتقل کردیا۔ مثال کے طور پر 2018ء میں کاروں کی قیمتیں 18.4 فیصد بڑھ گئیں جبکہ پچھلے سال 4.8 فیصد کی معمولی نمو ہوئی تھی۔

دوم، پالیسی ریٹ بڑھنے کی بنا پر مالکاری کی لاگت میں اضافے کا بھی گاڑیوں کی طلب پر اثر مرتب ہوا۔ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں کار مالکاری 9 ارب روپے کم ہو کر 11.7 ارب روپے رہ گئی جس سے 43.5 فیصد سال بسال کمی ظاہر ہوتی ہے۔ **جدول 2.5** میں ایک عام صارف کے لیے قیمت میں اضافے اور شرح سود کا اثر دکھایا گیا ہے۔ ایک اوسط صارف کے لیے ماہانہ مالکاری لاگت 10476 روپے بڑھ گئی جو کم وسائل کے حامل صارف کے لیے زیادہ ثابت ہوئی۔

جدول 2.5: عام کار مالکاری میں اضافہ

	م س18ء پہلی ششماہی	م س19ء پہلی ششماہی
کار کی قیمت (دسمبر)[1]	1,500,000	1,776,000
فوری ادائیگی[2]	300,000	355,200
فنانس رقم	1,200,000	1,420,800
شرح سود (کائبور+4)	10.3	14.4
شرح سود / ماہانہ	10,280	17,076
بلند مالی لاگت کی بنا پر اثر		6,796
اصل زر کی ادائیگی / ماہانہ[3]	20,000	23,680
کار کی قیمت میں اضافے کی بنا پر اثر		3,680
مجموعی اثر / ماہانہ		**10,476**

مفروضات

[1] عام کار کی قیمت۔ 2018ء میں قیمت میں 18.4 فیصد اضافہ۔

[2] فوری ادائیگی گاڑی کی قیمت کا 20 فیصد ہے

[3] واپسی کی مدت 5 سال

اعداد و شمار کا ماخذ: مصنف کا حساب

سوم، فائلر اور نان فائلر کے مسئلے کے حوالے سے غیر یقینی کیفیت نے مارکیٹ کو غیر مستحکم کردیا ہے۔ ٹھوس اعداد و شمار کی عدم موجودگی میں کاروں کی طلب پر نان فائلرز پر پابندی کے اثر کو نرخوں اور شرح سود میں اضافے کے اثر سے الگ کرنے کا کوئی براہ راست طریقہ نہیں ہے۔ تاہم کچھ امور سے اشارہ ملتا ہے۔ بکنگ اور ڈلیوری کے درمیان وقت میں نمایاں کمی دیکھی گئی ہے۔ مزید برآں، گرے مارکیٹ میں فوری ڈلیوی کے لیے ریٹ پریمیم (اپنا پیسہ) انتظار کے وقت میں کمی کے ساتھ ساتھ خاصا کم ہوا۔ بالواسطہ طور پر ہی سہی تاہم یہ دو عوامل نان فائلرز کو کاریں خریدنے سے باز رکھنے کے اثر کا اظہار کرتے ہیں۔[11]

ٹریکٹروں اور موٹر بائیکس کی خریداری، جو زیادہ تر دیہات میں ہوتی ہے، میں مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران بالترتیب 20.4 فیصد اور 2.8 فیصد کی کمی دیکھنے میں آئی جبکہ ایک سال قبل 52.9 فیصد اور 18.8 فیصد کا نمایاں اضافہ ہوا تھا (**جدول 2.6**)۔ ان زمروں میں کمی دیہی معیشت کی کیفیت کی عکاسی کرتی ہے جسے اس سال خریف کی کم پیداوار سے ضرر پہنچا ہے۔ کاروں اور جیپوں کی طرح قیمتوں

[11] اس رپورٹ کے طباعت کے لیے جاتے وقت حکومت نے نان فائلرز کے لیے کچھ پابندیاں نرم کردی تھیں جبکہ لیویز بڑھادی تھیں۔ اس اقدام سے مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں گاڑیوں کی طلب بحال ہونے کی توقع ہے خصوصاً گاڑیوں کی درآمدی پالیسی کو کاملاً نافذ کرنے میں حکومت کی سنجیدگی کے بعد۔

جدول 2.6: پہلی ششماہی میں گاڑیوں کے شعبے کی پیداوار (یونٹس)

	م س16ء	م س17ء	م س18ء	م س19ء	نمو (فیصد) م س 18ء	نمو (فیصد) م س 19ء
تمام کاریں	72,847	79,803	96,284	103,883	*20.7*	*7.9*
800 سی سی سے کم کی کاریں	19,102	18,270	23,489	22,298	*28.6*	*-5.1*
800 تا 1000 سی سی کی کاریں	12,354	17,002	25,654	29,108	*50.9*	*13.5*
1000 سی سی سے زائد کی کاریں	41,391	44,531	47,141	52,477	*5.9*	*11.3*
اسپورٹس یوٹیلٹی وہیکلز	454	221	7,034	3,926	*3082.8*	*-44.2*
لائٹ کمرشل وہیکلز	41,090	22,967	26,404	22,198	*15.0*	*-15.9*
ٹرک	2,326	3,806	4,514	3,751	*18.6*	*-16.9*
بسیں	499	669	409	515	*-38.9*	*25.9*
ٹریکٹر	13,064	21,336	32,614	25,969	*52.9*	*-20.4*
موٹر بائیکس	657,283	792,094	940,985	914,860	*18.8*	*-2.8*

اعداد و شمار کا ماخذ: پاما

میں اضافے نے طلب کو بھی محدود رکھا۔ اگرچہ بسوں کے جزنے گذشتہ برس کی پیداواری سطح کے کچھ نقصان کی تلافی کر دی تاہم ٹرکوں اور لائٹ کمرشل وہیکلز کی پیداوار خاصی کم ہوئی۔

الیکٹرانکس

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران الیکٹرانکس کی پیداوار گذشتہ سال کی اسی مدت کے 92.9 فیصد نمو کے علاوہ 29.4 فیصد بڑھی۔ پچھلے دو برسوں میں نمو کی اس رفتار کا سبب برقی موٹریں رہی ہیں۔

شکل 2.7: پاک عرب فرٹیلائزرز کی پیداوار کا رجحان-پہلی ششماہی

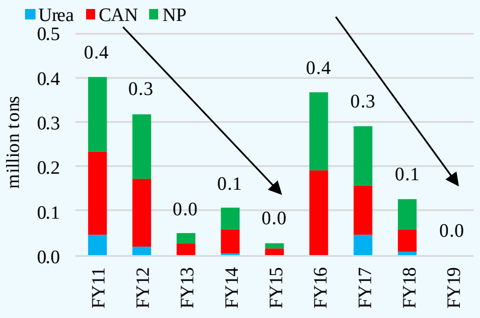

Data source: National Fertilizer Development Center

اس ذیلی جز کی پیداوار 44.3 فیصد بڑھی جو گذشتہ برس دیکھی گئی 303.3 فیصد نمو کے علاوہ ہے۔ برقی موٹروں کی پیداوار میں اس تیزی کی ممکنہ تشریح یہ ہوسکتی ہے کہ اسے متعدد تیار مصنوعات میں استعمال کیا جارہا ہے جیسے واشنگ مشین، ریفریجریٹر، ائرکنڈیشنر۔ چونکہ گرمیوں میں ان اشیا کی طلب میں موسمی اضافے کا امکان ہے اس لیے اشیا ساز ان موٹروں کے ذخائر میں اضافہ کررہے تھے۔ بجلی کی فراہمی میں بہتری نے بھی اس ذیلی شعبے کی کارکردگی میں کردار ادا کیا۔

کھاد

مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں چھوٹے یوریا یونٹوں میں کھاد سازی کی سرگرمیوں کا احیا نمایاں عنصر رہا۔ اس سے کھاد کے شعبے کو مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں 6.5 فیصد نمو درج کرنے کا موقع ملا حالانکہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں ناقص کارکردگی دکھائی تھی۔ یہ کارکردگی پچھلے سال کی 9.8 فیصد کمی کے برعکس ہے جب چھوٹے یوریا پروسیسنگ پلانٹس نے پیداوار بند کردی تھی۔

پچھلے سال جو تین چھوٹے پلانٹس نہیں چل رہے تھے ان میں سے دو نے کام شروع کر دیا ہے۔ کام کا دوبارہ آغاز رعایتی آر ایل این جی کی فراہمی کی وجہ سے ہوا۔ چنانچہ چھوٹے یونٹوں کی یوریا کی پیداوار 245.1 فیصد بڑھ کر 0.2 ملین ٹن ہو گئی۔ دوسری جانب پاک عرب فرٹیلائزرز میں پیداواری سرگرمیوں حکومت کی ترغیبات کے باوجود بالکل رک گئیں (**شکل 2.7**)۔ یہاں یہ ذکر بے محل نہ ہوگا کہ یہ پلانٹ نہ صرف یوریا پیدا کرتا ہے بلکہ دیگر کھادیں بھی خاص مقدار میں تیار کرتا ہے۔ اب مارکیٹ میں اس کمی کو پورا کرنے کے لیے انہیں درآمد کرنا ہوگا۔[12] اس دوران مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں بڑے یوریا سازوں کی پیداوار 3.4 فیصد بڑھ گئی جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 1.8 فیصد اضافہ ہوا تھا جس سے مجموعی نمو بہتر ہوئی۔

غذا

غذائی شعبے میں 3.9 فیصد کمی کی زیادہ تر تشریح چینی کے ذیلی شعبے کی صورتِ حال سے ہو سکتی ہے۔ پچھلے چند برسوں کے دوران ملک میں گنے کی زیادہ پیداوار کی بنا پر چینی کی صنعت میں متاثر کن نمو دیکھی گئی۔ تاہم مالی سال 19ء میں گنے کی فصل میں کمی کے ساتھ اس صنعت کی ترقی بھی رک گئی۔ پھر بھی امکان ہے کہ پاکستان مالی سال 19ء میں لگ بھگ 6.5 ملین ٹن چینی پیدا کرے گا۔[13] صَرف کی موجودہ سالانہ سطح کے علاوہ ذخائر میں 1.0 ملین ٹن کا اضافہ ہوگا۔ چینی کی بین الاقوامی قیمت میں کمی کے بعد حکومت کو غیر فروخت شدہ ذخائر کی برآمد کو صنعت کے لیے قابل عمل بنانے کے لیے زراعانت فراہم کرنا ہوگا (**شکل 2.8**)۔

شکل 2.8: چینی کے فاضل ذخائر

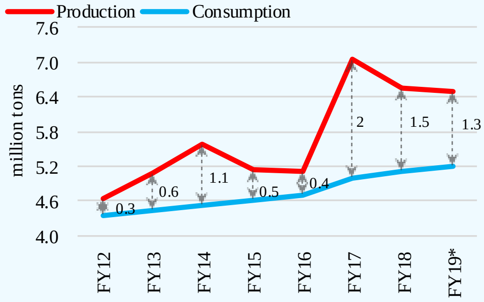

Data source: Pakistan Bureau of Statistics, Ministry of Industries and Production, USDA

[12] پاک عرب فرٹیلائزر پلانٹ یوریا کے علاوہ سی اے این اور این پی مصنوعات کی بھی خاصی مقدار پیدا کرتا ہے۔ آر ایل این جی۔ سی این جی مکس کے لیے حکومت کے اعلان کردہ 40-60 فیصد فارمولے کے تحت اس کا اس مکس پر آپریشن اب بھی ناقابل عمل ہے۔

[13] اعداد و شمار کا ماخذ: یو ایس ڈی اے

شکل2.9: پیٹرولیم کی مصنوعات وار نمو–پہلی ششماہی

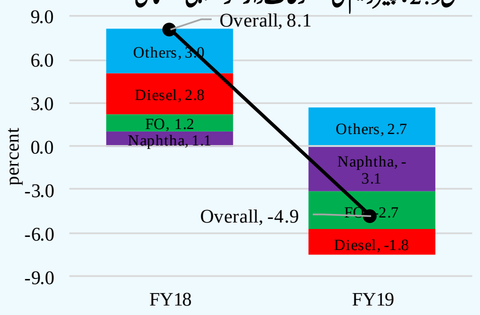

Data source: Pakistan Bureau of Statistics and author's calculations

کچل کاری کے رواں موسم کے آغاز سے قبل پاکستان میں 3 ملین چینی کا غیر فروخت شدہ ذخیرہ تھا۔ چونکہ حکومت گنے کی قیمت کے تعین پر کچھ کنٹرول رکھتی ہے اس لیے مل مالکان کے لیے مارکیٹ کے نرخوں پر اپنا تمام خام مال خریدنا کسی قدر مشکل ہو گیا۔ اس وجہ سے مالی سال 19ء میں ملکی پیداواری لاگت بھی بلند رہی۔ اپنے اضافی ذخیرے کے لیے دیگر منڈیوں تک مل مالکان کی عدم رسائی کے ساتھ مہنگی لاگت نے چینی کی بہتات کی صورتِ حال کو ناپائیدار بنادیا ہے۔

اس دوران قیمتوں کے تعین کا طریقہ کار مل مالکان، کاشت کاروں اور صوبائی حکومتوں کے درمیان نزاع کا باعث رہا اور موجودہ کچل کاری کے موسم میں بھی فریقوں کو نقصان ہوتا رہا۔ پنجاب اور سندھ کی حکومتوں نے گنے کی قیمت 180 روپے اور 182 روپے فی 40 کلوگرام مقرر کی جبکہ مل مالکان چینی کی بین الاقوامی قیمتوں کے متوازی کم نرخوں کے خواہاں تھے۔ مذکورہ بالا غیر تصفیہ شدہ مسائل کے ساتھ تاخیر سے کچل کاری کے آغاز کی بنا پر چینی کی صنعت کے امکانات خوش آئند نہیں۔[14]

مزید برآں، چینی کو ایتھانول سے بدلنے کی ضرورت ہے جسے آکٹین کی ریٹنگ بڑھانے اور اخراج کم کرنے کے لیے گیسولین کے ساتھ آمیز کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح اس میں امکان ہے کہ درآمد شدہ فوسل فیولز پر ملک کا انحصار کم ہو جائے۔

ٹیکسٹائل

ٹیکسٹائل کے شعبے کی کارکردگی کم رہی اور مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں اس کی پیداوار 0.2 فیصد کم ہو گئی۔ پچھلے برس برآمدات پر ڈیوٹی نرم کیے جانے کے نتیجے میں ٹیکسٹائل کا شعبہ 0.7 فیصد کی معمولی نمو حاصل کر سکا تھا۔

برآمدی صنعت کو کمبوڈیا اور بنگلہ دیش جیسے برآمد کنندگان کی شکل میں سخت مسابقت کا سامنا ہے۔ نتیجتاً بُنے ہوئے کپڑوں اور تیار ملبوسات جیسی قدر اضافی کی حامل اشیا کے حجم میں اضافہ کم برآمدی قیمتوں پر ہوتا ہے جس سے مجموعی اثر کم ہو جاتا ہے۔ کپاس کی ملکی

[14] دیکھیے مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی رپورٹ میں باکس 2.3: گنا–علامتی قیمت بندی کا خمیازہ۔

شکل 2.10: ذرائع سے بجلی کی پیداوار کا اوسط حصہ–پہلی ششماہی

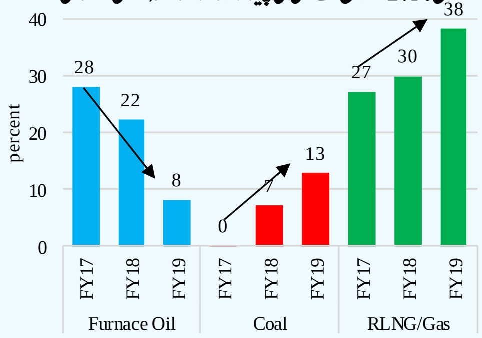

Data source: National Electric Power Regulatory Authority

پیداوار میں نمایاں کمی کی بنا پر برآمدات بڑھانا اور بھی دشوار ہے۔ اس سے پیداواری لاگت بڑھ گئی ہے کیونکہ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کے مقابلے میں کپاس کی عالمی اوسط قیمت 10.7 فیصد بڑھ گئی۔

پیٹرولیم مصنوعات

معاشی سرگرمی میں سست روی کے علاوہ ملک میں توانائی کی پیداوار کی بدلتی ہوئی حرکیات کے پیٹرولیم کی صنعت کے لیے منفی مضمرات ہیں۔ نتیجے کے طور پر مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران پیٹرولیم کی صنعت میں 4.9 فیصد کی کمی دیکھی گئی۔ وسیع البنیاد کمی اس حقیقت سے عیاں ہے کہ موٹر اسپرٹ کے سوا تمام اہم مصنوعات کی پیداوار میں کمی دیکھی گئی (**شکل 2.9**)۔

توانائی کے اجزا میں نئے ایندھنوں آر ایل این جی اور کوئلے کی شمولیت سے پیٹرولیم گروپ کا توازن تبدیل ہوگیا ہے۔ پیٹرولیم کی صنعت کی مجموعی کمی ملکی پیداوار سے ظاہر ہے تاہم آر ایل این جی کی درآمدات میں نمایاں اضافہ دیگر پیٹرولیم مصنوعات خصوصاً فرنس آئل کی کمی کو پورا کر رہا ہے۔ یہ عمل حکومت کے گذشتہ برس کے مہنگے فرنس آئل کو چھوڑ کر بجلی کی پیداوار کے لیے سستی گیس کی طرف راغب ہونے کے اقدام سے ہم آہنگ ہے۔ فرنس آئل سے چلنے والے بجلی گھروں سے بجلی کی پیداوار میں 60.0 فیصد کمی کے نتیجے میں فرنس آئل کی پیداوار 2.7 فیصد گھٹ گئی۔ اس دوران مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران میں متبادل فوسل فیول کی درآمدات تیزی سے بڑھیں۔ بجلی کی پیداوار کے لیے فرنس آئل کے استعمال میں 14 فیصد کمی کی درآمد شدہ گیس اور کوئلے کی زیادہ پیداوار سے مکمل تلافی ہوگئی (**شکل 2.10**)۔

دواسازی

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران دواؤں کی پیداوار میں 10.0 فیصد کی وسیع البنیاد کمی دیکھی گئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 5.1 فیصد نمو ہوئی تھی۔ صنعتی ذرائع اس ناقص کارکردگی کا سبب دواؤں کی قیمت کے تعین کی نامناسب پالیسی کو قرار دیتے ہیں جس میں پیداکنندگان کو ڈرگس ایکٹ 1976ء کے تحت منظوری کے لیے طویل تاخیر کا سامنا ہوتا ہے (**باکس 2.2**)۔ اس ایکٹ کے تحت مصنوعات کی رجسٹریشن، نرخ کے تعین، تعین نو اور پیکیجنگ کے لیے وفاقی کابینہ کی منظوری درکار ہوتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دواسازی کی صنعت کا انحصار درآمد شدہ سامان (95 فیصد) پر ہے اور کرنسی کی قدر میں کئی بار کمی کی بنا پر اس کی مصنوعات کی لاگت بڑھ گئی ہے۔ بڑھی ہوئی لاگت نے بعض مصنوعات کی پیداوار کو موجودہ نرخوں پر ناقابل عمل بنا دیا ہے جس سے پیداوار بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ عام طور پر نرخوں کے تعین کی منظوری کا عمل طویل ہوتا ہے۔ دواؤں کی دستیابی کی تشویشناک صورتِ حال کے پیش نظر ضابطہ کار نے نرخوں میں کچھ ردّوبدل کی اجازت دی۔

باکس 2.2: دواؤں کی قیمتوں کے تعین کی پالیسی اور دواسازی کا شعبہ

1976ء کے ڈرگس ایکٹ کے نفاذ کا ادارہ ڈرگ ریگولیٹری اتھارٹی آف پاکستان (ڈریپ) ہے۔ یہ قانون مناسب قیمتوں پر ادویات کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لیے جاری کیا گیا تھا۔ ڈریپ کا اختیار دواؤں کی منڈی کے تمام پہلوؤں پر ہے۔ اگرچہ موجودہ پالیسیوں کے تحت قیمتیں زیادہ تر درمیانی مدت میں مہنگائی سے ہم آہنگ رہی ہیں تاہم نرخوں کے تعین کی پالیسی نجی شعبے اور ضابطہ کار کے درمیان عدم اتفاق کا سبب ہے۔

نرخوں کے ردوبدل میں طویل تاخیر کے باعث بیرونی اور ملکی سرمایہ کار دواسازی کے شعبے میں سرمایہ کاری سے گریزاں ہو گئے ہیں۔[15] ہر دوا کی پیداوار کی لاگت کی بنیاد پر حکومت دواؤں کی زیادہ سے زیادہ قیمت کا تعین کرتی ہے۔ ایک عام دوا کی قیمت کے تعین میں طویل ضابطہ کارانہ طریقہ کار سے گذرنا ہوتا ہے (عموماً ایک سے دو سال)۔ اس عمل میں بالآخر وفاقی کابینہ کی منظوری درکار ہوتی ہے۔

یہ صنعت شرح مبادلہ کے خطرے سے بہت زیادہ دوچار ہوتی ہے۔ پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کا اس صنعت پر براہ راست اثر پڑتا ہے۔ اس کی نفع آوری کم ہو جاتی ہے کیونکہ پیداکنندگان کو اپنی مصنوعات کی قیمتوں میں بروقت اور متناسب اضافہ کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ قیمتوں کے موخر ردوبدل کی بنا پر درآمد شدہ سامان پر انحصار اس صنعت کی نمو کے امکانات کو محدود کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

ماضی پر نظر ڈالتے ہوئے قیمتوں کا تجزیہ کیا جائے تو نرخوں کی ردوبدل کے حوالے سے دلچسپ امور کا انکشاف ہوتا ہے یعنی دواؤں کی پست مہنگائی کا طویل عرصہ اور اس کے بعد نمایاں اضافے کی مدت۔ نرخوں میں یہ درستی حالیہ دور میں زیادہ سامنے آتی رہی ہے (**دیکھیے شکل 2.2.1**)۔

اس سلسلے میں ڈریپ نے 2018ء میں ادویات کے نرخوں کے تعین کے لیے ایک نئی پالیسی جاری کی۔ تاخیر کے مسئلے سے نمٹنے کے لیے دواؤں کی ملکی قیمتوں کو بھارت اور بنگلہ دیش میں اسی برانڈ کی خوراک اور مقدار کی اوسط قیمت سے منسلک کر دیا گیا۔[16] مزید یہ کہ پالیسی کے تحت مہنگائی کی سالانہ شرح کے 70 فیصد کے مساوی زیادہ سے زیادہ 7 فیصد کی حد کے ساتھ قیمتوں میں سالانہ اضافے کی اجازت دی گئی۔

[15] جانسن اینڈ جانسن، برسٹل میئرز اسکوئب اور ایم ایس ڈی نے اطلاع کے مطابق پاکستان میں ضابطہ کاری کے مسائل کے باعث اپنی سرگرمیاں بند کر دی ہیں۔

[16] ڈریپ کی ادویات کے نرخوں کے تعین کی پالیسی 2018ء

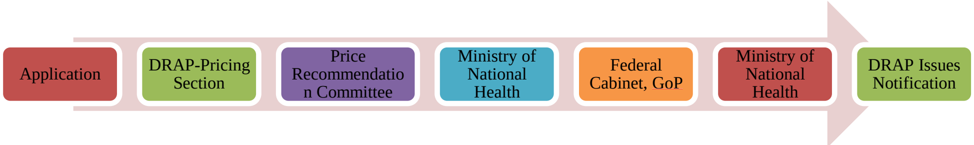

اگرچہ تازہ ترین پالیسی میں پچھلی پالیسی کی نسبت نرم لہجہ اختیار کیا گیا ہے تاہم اس میں اب بھی مسائل ہیں۔ اوّل، یہ قابل ذکر ہے کہ پاکستان کے مقابلے میں بھارت میں لاگت کی حرکیات بہت مختلف ہیں کیونکہ یہ جنرک دواؤں اور ان کے خام مال کے سب سے بڑے پیداکنندگان اور برآمدکنندگان میں شامل ہے۔[17] دوسری جانب پاکستان کی دواسازی کی صنعت کا درآمدات پر بہت زیادہ انحصار ہے اور وہ بہت زیادہ دروں بین ہے۔[18]

شکل 2.2.1: دواؤں کی مہنگائی بمقابلہ مجموعی مہنگائی

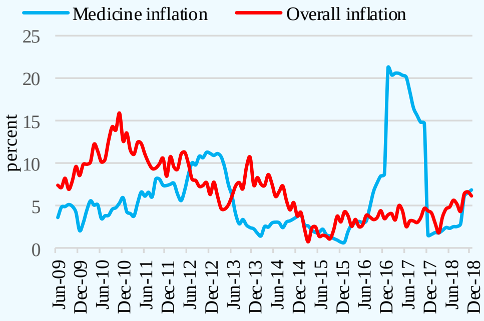

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

دوم، ادویات کی نرخوں کے تعین کی تازہ ترین پالیسی میں بیرونی کرنسی کے اتار چڑھاؤ کی صورت میں قیمتوں کے ردوبدل کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا۔ چونکہ خام مال کی درآمد بھارت اور بنگلہ دیش سے بیشتر مختلف علاقوں سے ہورہی ہے اس لیے بیرونی خطرہ کم کرنے میں یہ پالیسی غیر موثر ہوجاتی ہے۔

پست ضوابطی فریم ورک کے علاوہ ایک اور اہم عامل اس صنعت کے لیے حکومتی اعانت کا فقدان ہے خصوصاً تحقیق و ترقی کے لیے[19] جو یو ایس فوڈ اینڈ ڈرگ ایڈمنسٹریشن (ایف ڈی اے) سے بین الاقوامی توثیق کی منظوری حاصل کرنے کے لیے درکار ہوتی ہے۔ یہ توثیق ترقی یافتہ ممالک کو جہاں منافع کا مارجن زیادہ ہے ادویات برآمد کرنے کے لیے لازمی شرط ہے۔ اس کے مقابلے میں بھارت میں جدید ترین تحقیقی تجربہ گاہیں ہیں۔ وہ پیٹنٹ کی میعاد ختم ہوتے ہی بسرعت ایف ڈی اے سے منظوری حاصل کرکے فائدے میں رہتا ہے۔ نتیجے کے طور پر بھارت کی دواسازی کی صنعت کو نہ صرف کفایت حجم حاصل ہوگئی ہے بلکہ وہ زرمبادلہ کمانے میں بھی معاون ہے۔

2.4 خدمات

شعبہ خدمات نے پاکستان کے جی ڈی پی میں اپنے غالب حصے (60 فیصد) کے علاوہ روزگار کی فراہمی کے لحاظ سے شعبہ زراعت کے ساتھ اپنے فرق کو بھی کم کردیا ہے جس سے معاشی نمو میں اس کی بڑھتی ہوئی اہمیت واضح ہوتی ہے (**شکل 2.11**)۔ یہ بات اپنی جگہ لیکن پر اکسی اظہاریوں سے مسلسل یہ اشارہ ملتا رہا کہ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں شعبہ خدمات کی سرگرمیوں میں کچھ اعتدال دیکھنے میں آیا ہے (**جدول 2.7**)۔

---

17 ماخذ: http://www.worldstopexports.com/drugs-medicine-exports-country/

18 پاکستان نے 1.1 ارب ڈالر کی دواسازی کی مصنوعات درآمد کیں۔

19 تحقیق و ترقی کے نام پر حکومت دواساز فرموں سے ان کے منافع کا کچھ حصہ ایک خاص فیصدی شرح سے وصول کرتی ہے۔

شکل 2.11: روزگار بلحاظ شعبہ

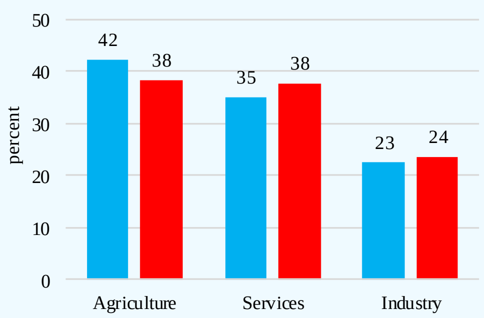

Data source: Pakistan Labor Force Survey 2017-18

تھوک اور خردہ تجارت کے جز میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کا زوال درآمدات کی سست روی کے ساتھ دوسری سہ ماہی میں جاری رہا۔ جہاں تک قرضوں کا تعلق ہے، تھوک فروشوں کو بینکوں کی قرض گاری مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں پچھلے سال سے زیادہ تھی۔[20] تاہم خردہ فروشوں کی قرض لینے کی سرگرمیاں مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کی نسبت رواں سال کی پہلی ششماہی میں قدرے کم رہیں جس سے خردہ فروشی کی سرگرمیوں میں سست روی کی عکاسی ہوتی ہے۔[21] مزید یہ کہ تھوک اور خردہ کاروبار دونوں میں قرض قلیل مدت کے لیے لیا جاتا ہے جبکہ درآمد کنندگان کی قرضے کی ضروریات خاص طور پر کمزور روپے کے پیش نظر بڑھ رہی ہیں۔ اس کے مقابلے میں تھوک اور خردہ تاجروں کی جانب سے معینہ سرمایہ کاری کے لیے طویل مدت قرض گیری مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران پچھلے سال سے کم تھی جس کے پورے سال کے لیے منسلکہ خدمات کے حوالے سے مضمرات ہوسکتے ہیں۔

جہاں تک ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کا تعلق ہے، کمرشل گاڑیوں کی فروخت اور ٹرانسپورٹ کے شعبے کو پیٹرولیم کی فروخت میں سست روی، جو پچھلی سہ ماہی میں نمایاں تھی، اب اس میں توسیع آئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس جز میں قرضے کا استعمال بھی مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران سست ہوگیا۔ اس کی بنیادی وجہ ٹیلی مواصلات کے شعبے کی جانب سے قرض گیری میں کمی تھی، خصوصاً طویل مدت، معینہ سرمایہ کاری قرضوں کی خالص واپسی ہوئی۔[22]

اس دوران مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران پچھلے سال کی نسبت مالیات اور بیمے کے جز کی بینک نفع آوری میں اضافہ دیکھا گیا۔ ساتھ ہی اثاثہ جات کے معیار میں کچھ بگاڑ بھی آیا اور آخر دسمبر 2018ء تک غیر فعال قرضے بڑھ کر 110.1 ارب روپے ہوئے جبکہ ایک

[20] علی الخصوص مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں تھوک اور کمیشن کی تجارت کرنے والی فرموں نے 41.1 ارب روپے قرض لیے جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں 29.6 ارب روپے لیے تھے۔

[21] مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں خردہ کاروبار کرنے والے اداروں نے کمرشل بینکوں سے 13.4 ارب روپے قرض لیے جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں 14.3 ارب روپے لیے تھے۔

[22] ٹیلی مواصلات شعبے کو بینک کے قرضوں کے حوالے سے مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں 5.8 ارب روپے کی خالص واپسی ہوئی جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں 8.7 ارب روپے کی قرض گیری ہوئی تھی۔

سال پہلے 75.6 ارب روپے تھے۔ تاہم یہ بگاڑ چند شعبوں تک محدود رہا۔ مجموعی طور پر کل انفیکشن تناسب (یعنی مجموعی قرضوں کے تناسب کے لحاظ سے غیر فعال قرضے) کا زوال کا رجحان جو کئی سال سے جاری ہے برقرار رہا۔ نمایاں مستثنیات چینی اور زرعی کاروبار کے شعبے تھے جن کے شعبہ جاتی تناسبات دسمبر 2018ء تک ایک سال پہلے کے مقابلے میں مزید بگڑ گئے۔[23] نیز اگرچہ 'جوتوں اور چرمی ملبوسات' کے شعبے کا انفیکشن تناسب گذشتہ سال سے کم تھا تاہم یہ پھر بھی بلند رہا۔[24]

جدول 2.7: شعبہ خدمات کے اظہاریے (پہلی ششماہی)

	م س18ء	م س19ء
تھوک اور خردہ تجارت (34.4%)		
بڑے پیمانے کی اشیا سازی (پہلی ششماہی؛ سال بسال نمو)	6.6	-1.5
درآمدات (ارب ڈالر)	28.7	28.0
ذیلی شعبے میں قرض کا استعمال- بہاؤ (ارب روپے)	43.9	54.5
زرعی قرضہ (تقسیم، ارب روپے)	431.9	527.3
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات (20.0%)		
کمرشل گاڑیوں کی فروخت (یونٹس)	28,955	24,559
ٹرانسپورٹ کے شعبے کو پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت ملین- میٹرک ٹن	7.9	7.2
ذیلی شعبے میں قرض کا استعمال- بہاؤ (ارب روپے)	17.4	5.9
سیلولر ٹیلی گنجانیت (فیصد)	72.7	73.9
براڈ بینڈ استعمال کنندگان (ملین)	50.5	63.8
مالیات اور بیمہ (3.6%)		
اثاثہ جات (ارب روپے)*	18,341.5	19,682.1
امانتیں (ارب روپے)*	13,011.8	14,254.2
منافع بعد از ٹیکس (ارب روپے)	67.9	73.0
خالص غیر فعال قرضے (ارب روپے)*	75.6	110.1
عمومی حکومتی خدمات (14.2%)		
عمومی حکومت اور دفاع پر اخراجات** (ارب روپے)	1,526.7	1,809.5

نوٹ: خطوط وحدانی میں دی گئی رقوم م س18ء تک شعبہ خدمات کے اندر مختلف شعبہ جاتی حصوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ بقیہ ہاؤسنگ خدمات (10.0 فیصد) اور دیگر نجی خدمات (17.8 فیصد) پر مشتمل ہے۔

* اسٹاک، علی الترتیب آخر دسمبر 2017ء اور 2018ء تک

** صرف وفاقی حکومت

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک، پاکستان دفتر شماریات، او سی اے سی، پاما، پی ٹی اے اور وزارت خزانہ

[23] چینی اور زرعی کاروبار کے شعبہ جاتی تناسبات دسمبر 2017ء میں بالترتیب 5.9 فیصد اور 6.6 فیصد سے بڑھ کر آخر دسمبر 2018ء میں 17.2 فیصد اور 8.3 فیصد ہو گئے۔ چینی کے شعبے کے غیر فعال قرضوں میں اضافے پر مفصل بحث کے لیے اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 19ء (تیسرا باب: زری پالیسی اور مہنگائی) ملاحظہ کیجیے۔

[24] دسمبر 2018ء میں جوتے اور چرمی ملبوسات کا انفیکشن تناسب 16.8 فیصد تھا جبکہ دسمبر 2017ء میں 18.7 فیصد رہا تھا۔